نصر اللہ شاہد، پیر محل

صدیوں مجھے گلشن کی فضاء یاد کرے گی

بزم انسانیت میں کچھ لوگ چراغ کی مانند ہوتے ہیں جن سے ہزاروں چراغ روشن ہوتے ہیں۔اور ہر صدی میں اللہ تعالیٰ ایسی ہستی کو پیدا کرتا ہے جس سے اپنے دین اسلام کا کام لیتا ہے ایسی ہی ایک ہستی نے 31 مئی 1945 کو جمعرات کے دن پاکستان کے عظیم شہر سیالکوٹ کے محلہ احمد پورہ میں ایک فرد شیخ ظہور احمد کے گھر جنم لیا۔جس کا نام شیخ ظہور نے احسان الٰہی رکھا۔ گھر کا ماحول مذہبی ہونے، والدین کے ذوق وشوق اور خداداد صلاحیتوں کی بنا پر اس معصوم بچے نے نو برس کی عمر میں قرآن کریم اپنے سینے میں محفوظ کر لیا۔اور اسی سال نماز تراویح میں سنانے کا اعزاز حاصل کیا۔محدث العصر فضیلۃ الشیخ حافظ محمد گوندلویؒ کے بہتے ہوئے علمی دریا سے فیضیاب ہوئے اور جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے درس نظامی پر دسترس حاصل کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہلحدیث کی عظیم دانشگاہ جامعہ سلفیہ پہنچے۔جہاں سے مولانا شریف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فلسفہ اور منطق کی تعلیم حاصل کی علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ ابھی احسان الٰہی سیٹھی مشہور تھے۔احسان الٰہیؒ کے استاد شیخ الحدیث مولانا صادق خلیل حفظہ اللہ کا کہنا ہے ایسا طالب علم اپنی شکل وصورت ہی سے خداداد صلاحیتوں کا مالک تھا۔ بعد ازاں 1961 میں مدینۃ الرسول تشریف لے گئے دوران تعلیم اپنے قابل اساتذہ کی موجودگی میں طلبہ کو عربی زبان میں لیکچر دینے کا اعزاز حاصل کیا۔ بعد ازاں ان لیکچرز کو قادیانیت کے نام سے کتابی شکل میں جمع کر دیا۔اور کتاب کی اشاعت کے موقع پر یونیورسٹی کے وائس چانسلرز نے فارغ تحصیل درج کروانے کا کہا۔احسان الٰہی ظہیر نے فرمایا شیخ اگر میں فعل ہو گیا تو وائس چانسلر نے کہا اگر تم فیل ہو گئے تو میں یونیورسٹی بند کر دوں گا۔اس کیساتھ عربی اخبارات و جرائد میں قادیانیت پر اور مضامین لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ان کے لیکچرز بہت ممتاز ہوئے۔

1963ء میں مدینہ یونیورسٹی سے نوے ممالک کے طلباء میں سے 93.5% فیصد نمبروں سے اول پوزیشن حاصل کی اور ماسٹر آف لٹریچر کی ڈگری حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے اردو، اسلامیات، عربی، فارسی، سیاسیات، فلسفہ میں ایم اے کیا۔اور بعد ازاں ایم،او،ایل کی ڈگری حاصل کی۔یونیورسٹی سے فراغت پر انہوں نے وطن واپسی کا سوچا۔وائس چانسلر نے انہیں یونیورسٹی کیلئے مدرس کی خدمات سرانجام دینے کیلئے کہا مگر احسان الٰہی ظہیر نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے وطن کو میری زیادہ ضرورت ہے۔ اس وقت جب وطن واپس لوٹے تو ایوب خان کا دور حکومت تھا انہوں نے واپسی پر ایوب خان کی آمریت کو للکارا جس سے آمر حکمرانوں کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی اور علامہ کا لقب پایا۔ ایک بار جو ان کی تقریر سن لیتا انکا گرویدہ ہو جاتا۔موچی دروازہ لاہور دھوبی گھاٹ فیصل آباد مینار پاکستان گراؤنڈ، شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ لیاقت باغ راولپنڈی ان کی آواز سے گونجتے رہے۔حضرت مولانا داؤد غزنوی کی وفات کے بعد علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ان کی روایات کو زندہ رکھا اور چینیانوالی مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ جب ایوب خان کے خلاف تحریک چل رہی تھی تب آپ نے اقبال پارک لاہور میں عید الفطر کے موقعہ پر پہلی سیاسی تقریر کی اور اس تقریر نے برصغیر کے علماء کی صف میں لا کھڑا کیا۔شورش کاشمیری نے کہا تھا کہ احسان الٰہی ظہیر آج سے تم اگر خطابت کرنا چھوڑ دو تو یہ تقریر تمہیں ناقابل فراموش خطیب ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔عید الفطر کی اس تقریر کے موقع پر لوگوں نے اپنے گریبان چاک کر دیئے۔ یہ اس بات کا ثمرہ تھا کہ الشیخ علامہ ناصر الدین البانیؒ، کبیر محقق مفسر محدث شیخ محمد امین الشنقیطی، فضیلۃ الشیخ عبدالقادر مصری، فضیلۃ الشیخ محمد سالم قاضی مدینہ منورہ، الشیخ عبدالعزیز بن باز فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن العباد جیسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی تھی۔کہ باب سعود پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور عربی اس نوجوان کی تقریر کو ایسے ہاتھ باندھ کر

سنتے رہے جیسے کسی بادشاہ کے دربار میں کھڑے ہوں آپ نے حرم کعبہ میں 1969 میں فلسطین کے موضوع پر خطبہ دیا لوگوں نے آہوں اور سسکیوں سے آسمان کا سینہ چاک کر دیا۔ آپؒ یونیورسٹی آئے تو سی آئی ڈی کا نمائندہ آپ کے پیچھے پہنچ گیا کہ آج کے بغیر ایسے خطیب کو تقریر کی اجازت نہیں جو جذبات بھڑکاتا ہے اور آگ لگاتا ہے۔ پھر بھٹو کے دور میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے جلسوں سے ایک صدا بلند ہونے لگی کہ اس ملک میں رب کا قرآن اور محمدؐ کا فرمان آئے گا مگر کچھ آمریت پسند حکمرانوں کو یہ آواز اچھی نہ لگی اور اس کے درپے ہو گئے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں 55 مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کریں۔ آپ کو ملتان کانفرنس کی پاداش میں جیل جانا پڑا بعد ازاں قصوری چکی میں بھی رہے۔ گورنر غلام مصطفیٰ کھر نے ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ مگر حق کا راہی نہ گھبرایا۔ الاعتصام، ترجمان الحدیث، ہفت روزہ اہلحدیث جیسے جرائد کے مدیر رہے۔ اور ان کی تصانیف بے مثال رہیں۔ بے شک بے مثل خطیب اور بے مثل مصنف تھے۔ اور اس سے کہیں بڑھ کر وہ نڈر اور بے باک تھے۔

جب 1971ء میں پاکستان سے بنگلہ دیش چھن گیا تو علامہ احسانؒ نے اپنے خطاب میں کہا تھا:

مسجدیں تمہیں بلاتی رہیں
منبر و محراب تمہیں آوازیں دیتے رہے

اور کہا آج سے پہلے ہم مر گئے ہوتے، کاش ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

رمضان میں وہ دعا کرتے کرتے اتنا روتے کہ جیسے کسی کی وفات پر رویا جاتا ہے۔ 1977ء کی ختم نبوت تحریک میں پیش پیش رہے جب عربی میں خطاب کرتے تو عربی دھنگ رہ جاتے۔ ایک دفعہ آپؒ نے عراق کے اسمبلی حال میں 3 گھنٹے تک عربی میں خطاب کیا تو صدر صدام نے آپ کی پیشانی پر متعدد بوسے دیئے۔

1977ء کی تحریک میں علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ نے مال روڈ پر ایک جلوس نکالا۔ مگر لاہور کے کمشنر رائے داؤد باجوہ نے ایک سرخ لکیر کھینچ دی۔ کہ اس کو لکیر کو اگر کراس کیا گیا تو گولی مار دی جائے گی۔ لیکن علامہ احسانؒ نہ گھبرائے ہوئے اپنے گریبان کو چاک کرتے ہوئے اس لکیر کو کراس کیا۔ ان حالات میں کمشنر دستبردار ہوتا ہوا وہاں سے چل دیا۔

وہ سیاست، خطابت، صحافت، اور تحقیق کی دنیا کا شاہسوار تھا۔ سیاست میں انہوں نے نوابزادہ نصر اللہ خان کے ساتھ (ARD) الائنس ریزویشن ڈیموکریسی کی تحریک میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ اور چوکی میں قومی اسمبلی کے الیکشن میں بھی حصہ لیا لیکن دھاندلی کی صورت میں ناکامی ہوئی۔ بعد ازاں تحریک استقلال میں حصہ لیا۔ لیکن ان کے سربراہ ائر مارشل اصغر خان کا حکومت کے اشارہ پر تحریک کو توڑ دیا گیا۔ اس سے بھی بددل ہوگئے۔

بعد ازاں مرکزی جمعیت کے سٹیجوں سے حق کا آوازہ بلند کرنے لگے۔ صدر ضیاء الحق نے آغاز میں اسلام کے نفاذ کا نعرہ لایا جس سے دینی جماعتیں خوش فہمی کا شکار ہوگئیں۔

لیکن کچھ صاحب بصیرت علماء اس کے مکروفریب اور کذب و افتراء سے جلد آشنا ہو گئے ان میں سرفہرست علامہ احسانؒ تھے آپؒ نے اپنی تقریروں میں ضیاء الحق کی آمرانہ پالیسیوں کو ہدف تنقید بنانا شروع کیا۔ اس جرم کی پاداش میں شہادت کے رتبہ پر فائز ہوگئے۔

ضیاء الحق کے دور حکومت میں پولیس آپؒ کو گھر سے گرفتار کر کے لے جاتی۔ ملتان جیل، کوٹ لکھپت جیل میں اسیری کی زندگی بھی بسر کی۔

آپؒ نے 34 ملکوں کے دورے کئے۔ اور اسلام کی تبلیغ کی۔ سچ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتے۔ جس کانفرنس میں جاتے حق و سچائی کا نمونہ بن کر جاتے۔ اکثر بڑے جلسوں سے خطاب کے دوران فرماتے:

قتل کرو مجھ کو دار پہ کھینچو مجھ کو
میں نے یہ جرم کیا ہے کہ میں سچ بولتا ہوں

تصانیف کے میدان میں پیچھے نہ رہے۔ مسلک بریلوی پر ایک ناقابل فراموش (البریلویۃ) لکھی۔ جس میں بریلویت کے مکروہ عقائد کو کھل کر بیان کیا۔

اس کتاب کا کوئی شخص جواب نہ دے سکا۔ اس کے علاوہ عربی اور فارسی میں کتابیں تصنیف کی۔ اور آخری کتاب شہادت سے آٹھ گھنٹے قبل مکمل کی۔ اس کے علاوہ مندرج ذیل کتب تصانیف کیں جو عربی، انگریزی اور اردو میں شائع ہوئیں۔

۱۔القادیانیۃ، ۲۔الشیعۃ والتشیع، ۳۔الشیعۃ والقرآن، ۴۔الشیعۃ واہل بیت، ۵۔البھائیۃ نقد و تحلیل، ۶۔البھائیۃ عرض ونقد، ۷۔البریلویۃ عقائد و تاریخ، ۸۔الاسماعیلیۃ والتصوف، ۹۔الشیعۃ والسنۃ (فارسی، انگریزی)، ۱۰۔شیعت (انگریزی)، ۱۱۔مرزائیت اور اسلام (اردو)، ۱۲۔نقوش ابوالوفاء (اردو) ۱۳۔کتاب الوسیلہ (اردو، انگریزی) ۱۴۔کتاب التوحید (انگریزی) ۱۵۔التصوف (عربی) ان کے علاوہ متعدد کتب تصانیف کیں۔

آخر کار وہ دن آ گیا جس دن یہ چمن اجڑنا تھا۔ 23 مارچ کا وہ دن جس دن اقبال پارک میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی۔ اسی تاریخ کو قلعہ لچھمن سنگھ فوارہ چوک میں عظیم الشان اہلحدیث

کانفرنس منعقد ہوئی ۔ جس میں علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانیؒ شہید، مولانا عبدالخالق قدوسیؒ شہید، صدر اہلحدیث یوتھ فورس محمد خان نجیبؒ شہید رحمھم اللہ اجمعین، ان کے علاوہ صدر جلسہ شیخ احسان الحقؒ، جنرل سیکرٹری قاضی عبدالقدیر خاموش، اور سٹیج سیکرٹری رانا شفیق پسروری بھی موجود تھے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ پرجوش انداز میں خطاب کرتے رہے۔ کہ دس کروڑ مسلمان مرنے کا عزم کرلیں تو ساری کائنات مل کے ان کو مٹا نہیں سکتی۔

ٹھیک 11:35 منٹ پر دوران تقریر اس شعر پر کہ:

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ لڑ.........

ان الفاظ پہ پہنچے تھے کہ زوردار دھماکہ ہوا گلدان میں رکھا ہوا ٹائم بم پھٹ گیا۔ ہر طرف چیخ و پکار بلند ہوگئیں، علامہ حبیب الرحمٰن یزدانیؒ، محمد خان نجیبؒ مولانا عبدالخالق قدوسیؒ زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوگئے۔

دشمن عناصر اپنے مکروہ عزائم میں کامیاب ہو گئے۔ ریاض سے شاہ فہد اور عراق سے صدر صدام کی طرف سے خصوصی طیارے آپ کو علاج کیلئے لینے آئے۔ آپؒ نے سعودی عرب جانے کو ترجیح دی۔

31 مارچ کو یہ خبر سننے کو ملی، جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ ریاض (سعودی عرب) میں زندگی کی بازی ہار گئے۔ اناللہ والیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ شیخ ابن بازؒ نے پڑھائی پھر ان کو مدینہ طیبہ لے جایا گیا۔ جہاں مسجد نبویؐ میں شیخ عبداللہ زاہم نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں دنیا بھر کے سکالروں، سیاستدانوں، عرب علماء، اور پاکستانیوں نے شرکت کی۔

اگر ہو مشاہدہ و حق کی گفتگو
بنتی نہیں بات ساگر کہے بغیر

آخر کار علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کی دعا قبول ہوئی کہ جوار رسول ﷺ میں مدفن مل گئے۔

خلیفہ ثانی حضرت عثمانؓ کے پاؤں اور حضرت امام مالکؒ کے پہلو میں ہمیشہ کیلئے سو گئے
اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

معروف عالم دین جامعہ سلفیہ بنارس کے شیخ الحدیث

مولانا ڈاکٹر رضاء اللہ صاحب مبارکپوری کا انتقال پرملال

نہایت دکھ اور کرب کے ساتھ یہ خبر سنی کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے نائب امیر، جامعہ سلفیہ بنارس کے شیخ الجامعہ، رابطہ عالم اسلامی کی فقہ اکیڈمی کے رکن اور بیسیوں عربی اور اردو کتابوں کے مصنف، فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مبارکپوری آج مورخہ 30 مارچ 2003 دوپہر کو حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے بمبئی میں انتقال فرماگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ للہ ما اعطی وللہ ما اخذ وکل شئی عندہ باجل مسمی۔

موصوف کا تعلق ہندوستان کے معروف علمی خانوادے سے ہے۔ آپ کے دادمحترم، صاحب ''تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی'' علامہ عبدالرحمٰن المبارکفوری رحمہ اللہ ہیں، آپ کی نشونما عالم عرب کے فحول علماء کے درمیان ہوئی، اٹھارہ سال کی عمر میں اپنے نامور دادا کے نامور شاگرد علامہ ڈاکٹر تقی الدین الہلالی المراکشی رحمہ اللہ کی دعوت پر 1974 میں مراکش چلے گئے، پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور یہیں سے ڈاکٹریٹ کیا، اس دوران مدینہ منورہ کی پرنور فضاؤں میں عالم عرب کے سربرآوردہ علماء سے بھرپور علمی استفادہ کیا، پھر جامعہ سلفیہ بنارس کے استاذ اور شیخ الجامعہ بنائے گئے، آپ نے علم وعمل سے بھرپور مصروف زندگی گزاری، ہندوستان میں ابنائے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے صدر اور بے شمار دینی وعلمی اداروں کے سربراہ تھے، بلکہ زندگی کا آخری لمحہ بھی دین کی خدمت میں لگادیا، شہر بمبئی میں جمعیت اہلحدیث کی کل ہندو دورزہ کانفرنس میں شرکت کی غرض سے گئے تھے کہ کانفرنس میں ہی حرکت قلب بند ہونے کے سبب رب کی رحمت کی طرف کوچ کر گئے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ واعفہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ وادخلہ الجنۃ الفردوس

مولانا موصوف کی اچانک رحلت پر جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ اساتذہ اور طلبہ بے حد غمگین ہیں اور مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر مولانا محمد یحییٰ حفظہ اللہ اور جامعہ سلفیہ بنارس کے مہتمم سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔